شذرات
(۲)

کہا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ تم پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو فرمایا کہ کبھی وہ میرے پاس آتا ہے گھنٹی کی آواز کی طرح اور وہ میرے اوپر سخت ہوتا ہے پھر وہ میرے سے الگ ہوتا ہے حالانکہ میں اس کو یاد کرتا ہوں، فرمایا: اور کبھی ایک آدمی کی شکل میں ایک ملک میرے پاس آتا ہے پھر وہ میرے ساتھ کلام کرتا ہے پھر میں یاد کرتا ہوں اس کو جس کو وہ شخص کہتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ صلصلہ کی حقیقت یہ ہے کہ حواس کو جب قوی تاثیر ملتی ہے تو حواس پریشان ہوتے ہیں۔ پھر دیکھنے کی قوت کی تشویش اس طرح ہوتی ہے کہ وہ مختلف رنگوں کو دیکھتی ہے، سرخ، زرد، سبز وغیرہ اور سننے کی قوت کی پریشانی یہ ہے کہ وہ مبہم آوازوں کو سنتی ہے۔ جیسے گنگنانا، گھنٹے کی آواز اور بھنبھنانا جب یہ اثر تمام ہوتا ہے تو علم حاصل ہوتا ہے۔

اور تمثیل سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایک جگہ میں مثال اور شہادت کے بعض احکام کو دکھاتا ہے اس لیے ملک کو بعض دیکھتے ہیں اور بعض نہیں دیکھتے۔

پھر دعوت (اسلام) سے مامور ہوتے اور مخفی طرح اس میں مشغول ہوگئے تو حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال اور ان سے متالی مسلمان ہوئے۔ رضی اللہ عنہم۔

پھر ان سے کہا گیا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ[1] اور کہا گیا: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ[2] اور اپنے قبیلے کے قریب کے لوگوں کو ڈراؤ۔ تو پھر آپ نے ظاہر دعوت فرمائی اور شرک کے اقسام کو باطل قرار دیا اس پر لوگوں نے تعصب کیا اور زبانوں اور ہاتھوں سے ان کو ایذا پہنچائی۔ جیسے بچہ دانی کے گرانے کا قصہ اور گلا گھوٹنے کا واقعہ حالانکہ ان میں آپ صبر کرنے والے تھے مومنوں کو مدد کی بشارت دیتے تھے اور کافروں کو ڈراتے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ[3] جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیریں گے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ[4]

---

[1] سورۃ الحجر آیت ۹۴ [2] سورۃ الشعراء آیت ۲۱۴ [3] سورۃ القمر آیت ۴۵ [4] سورۃ ص آیت ۱۱

(احزاب کے لشکر شکست کھا جائیں گے)۔

پھر وہ تعصب میں بڑھ گئے اور انھوں نے مسلمانوں کو ایذا دینے کی قسم کھائی اور جوان کے موالی تھے بنی ہاشم اور بنو مطلب سے تو حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے ان کو ہدایت کی گئی تو ایک بڑی وسعت سے وسعت کو پایا۔

اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی اور آپ کے چچا ابو طالب بھی مر گئے اور بنو ہاشم کا کلمہ متفرق ہوا تو اس سے آپ کو گھبراہٹ ہوئی اور آپؐ کے سینے میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپؐ کے کلمہ کا اجمالی طور پر بلند ہونا ہجرت میں ہے پھر اس کو اپنی رویت اور نکر سے لیا۔ اور آپ کا میلان طائف کی طرف گیا اور ہجر کی طرف اور یمامہ کی طرف اور ہر طریق میں ہجرت کی طرف گیا تو آپؐ نے جلدی کی اور طائف کی طرف گئے وہاں آپ نے سخت تکلیف دیکھی۔ پھر بنو کنانہ گئے پھر وہاں بھی آپ نے کوئی خوش کن چیز نہ دیکھی پھر مکہ لوٹے تھوڑے زمانے کے لیے اور وہاں نزول فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ج سورۃ الحج آیت ۵۲۔

اس نے کہا: امنیتہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس میں جو سوچتا ہے اس میں وعدہ کے پورے ہونے کی تمنا کرے اور شیطان اللہ کے مراد کے خلاف کا القاء کرے اور حقیقت حال کے نسخ کا کشف کرے اور اس کے دل سے اس کے ازالہ کا قصد کرے۔

اور آپ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی پھر سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے اور جس طرف اللہ نے چاہا یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی بیداری میں تھا لیکن یہ ایسے موطن میں تھا جو مثال اور شہادت کے درمیان پردہ تھا اور ان دونوں کے احکام کا جامع تھا۔ پھر جسم پر روح کے احکام ظاہر ہوئے اور روح اور معانی روحانیہ اجسام ہو کر متمثل ہوئے اس لیے ہر واقعہ کے لیے ان واقعات میں ایک تعبیر ظاہر ہوئی اور تحقیق ظاہر کوئی احزقیل اور موسیٰ علیہما السلام کے لیے اس واقعہ کی مثال ظاہر ہوئی اور اسی طرح امت کے اولیاء کے لیے تاکہ ان کے درجہ کی بلندی اللہ کے ہاں ان کے حال کی طرح رویا میں ہو۔ واللہ اعلم۔

اور لیکن مسجد اقصیٰ کی طرف آپ کا سیر کرانا اس لیے تھا کہ بیت الاقصیٰ شعائر اللہ کے ظاہر ہونے کی مثل تھا۔ اور ملا اعلیٰ کے ہمتوں کا متعلق اور انبیاء علیہم السلام کے افکار کا مطمح نسیں گویا کہ مسجد الاقصیٰ ملکوت کا ایک دریچہ تھا۔

اور آپ کی ملاقات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور آپ کا فخر کرنا ان کے ساتھ تو اس کی حقیقت ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اجتماع ان کے ارتباط سے خطیرۃ القدس کے ساتھ اور ان انبیاء سے جو آپ سے کمال دوجوہ سے مخصوص ہوئے تھے۔

اور آپ کا پڑھنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف تو اس کی حقیقت ہے مستوی الرحمٰن کی طرف انسلاخ منزل سے منزل کی طرف اور جو ملائکہ وہاں مؤکل تھے ان کے احوال کو معلوم کرنا اور ان سے جو افاضل انسان لاحق تھے ان کے احوال کو معلوم کرنا اور اس تدبیر کو معلوم کرنا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں وحی فرمایا تھا۔ اور اس کے مابین جو اختصام ہوتا ہے اس کو بھی معلوم کرنا تھا۔

اور موسیٰ علیہ السلام کا رونا حسد کی وجہ سے نہ تھا۔ لیکن یہ مثال تھا اس کے دعوت کے عموم کو گم کرنے کا اور کمال کا باقی رہنا جو ان کو حاصل نہ ہوا تھا۔

اور سدرۃ المنتہیٰ کون کا ایک درخت ہے اور بعض کا بعض پر مرتب ہونا اور سب کا ایک تدبیر پر جمع ہونا۔ جیسے درخت جامع ہوتا ہے۔ غاذیہ، نامیہ اور ان کے مثال کے لیے اور حیوان ہو کر متمثل ہوا، کیونکہ تدبیر جملی اجمالی اس کے افراد سیاست کلی کے لیے اس کے افراد متمثل ہوتے ہیں اور یہ اشیاء کی مشابہت درخت سے ہوتی ہے حیوان سے نہیں ہوتی کیونکہ حیوان میں تفصیلی قوتیں ہوتیں ہیں اور ارادہ اس میں طبعی طریقوں سے زیادہ واضح ہوتا ہے۔

اور نہریں اپنی جگہوں میں یہ رحمت ہے جو ملکوت میں مرحمت ہوتی ہے۔ شہادت کے بالمقابل اور حیات اور بڑھانا ہوتا ہے۔ پھر اس لیے وہاں متعین ہوئے۔ بعض نفع مند امور شہادت میں جیسے نیل اور فرات۔ لیکن وہ انوار جنھوں نے ان کو ڈھانپ لیا تھا وہ الٰہی تجلیات تھیں اور تدبیرات رحمانی جہاں استعداد کے موافق چمک رہی تھیں۔

لیکن بیت المعمور اس کی حقیقت تجلی الٰہی ہے جس کی طرف انسانی سجدات متوجہ ہوتی ہیں اور ان کے تضرعات متوجہ ہوتے ہیں وہ گھر کی طرح متمثل ہوتی ہیں جیسے ان کے ہاں کعبہ اور بیت المقدس ہوتا ہے۔

پھر آپؐ کو دودھ کا برتن دیا گیا اور شراب کا برتن آپؐ نے دودھ کو اختیار کیا تو جبرائیل نے کہا کہ آپؐ کو فطرت کی ہدایت کی گئی اگر آپؐ خمر لیتے تو آپؐ کی امت گمراہ ہوتی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے جامع اور اس کے ظہور کے منشاء ہوئے اور دودھ فطرت کے اختیار کرنے کا مطلب ہے اور شراب دنیا کی لذتوں کا۔